تصوف اور اخلاق

خالد کمال مبارکپوری، متعلم دار العلوم دیوبند

تصوف اور صوفی آج کے ماحول میں دو بدنام الفاظ ہیں اور عوام کے بعض طبقوں میں ان کو ذلت اور حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں تصوف اور صوفیائے کرام کا جتنا ہاتھ ہے مشکل سے کسی اور گروہ نے اس میں اتنا کام کیا ہوگا اگر ایک طرف علمائے دین لوگوں کو علم ظاہری کے ذریعہ راہ راست پر لانے کی سعی اور جد وجہد فرمار ہے تھے تو دوسری طرف صوفیائے کرام نے علم روحانی اور تصوف کے ذریعہ عوام میں اسلامی اسپرٹ پھیلائی اور کشف و کرامات کے ذریعہ ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کیا اور ان کے متزلزل ارادوں کو یقین اور پختگی بخشی،

خلافت راشدہ کے بعد جب بنی امیہ کا دور دورہ ہوا اور خلافت کی جگہ ملوکیت نے اپنا سکہ جما لیا اور بیت المال کو ذاتی ملکیت قرار دیدیا گیا اور عوام سے بے ربطی اور کنارہ کشی اختیار کی جانے لگی، عوام اور خلیفہ کا وہ ربط جسے اسلام نے سید القوم خادمہم کی شکل میں پیش کیا تھا ٹوٹ گیا، اور بھی بہت سی ایسی تبدیلیاں ہوگئیں جس پر خلفاء راشدین نے خلافت کی بنیاد رکھی تھی اور مسلمانوں کی ملی زندگی شکستہ ہوگئی اس وقت اس طبقہ نے اس دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی،

اس طبقہ سے مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی بھیانک تصویر دیکھی نہیں جاتی تھی انھوں نے مسلمانوں کے مذہبی اور دینی نظام کو اپنی آنکھوں سے سسکتا ہوا دیکھنا گوارہ نہیں کیا اور سیاست سے الگ ہوکر گوشہ نشینی کو اپنا شیوہ بنا لیا،

ہارون رشید نے ایک بیت الحکمۃ قائم کیا تھا جس میں دوسری زبانوں کے کتابوں کے ترجمے ہوا کرتے تھے، مامون رشید کے زمانہ میں فلسفۂ یونانی نے خوب زور پکڑا اس نے ارسطو کی جس قدر کتابیں دستیاب ہوئیں منگوا کر ان کا ترجمہ کردیا ان کے علاوہ اور جگہ سے بھی اس نے فلسفہ کی کتابیں مہیا کیں،

آخر فلسفہ کی گرم بازاری نے اپنا کرتب دکھایا نتیجہ یہ ہوا کہ مامون معتزلی ہوگیا اور قرآن کے حادث ہونے کا عقیدہ اس کے دل میں جم گیا اور اس نے زبردستی لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا، جب اس خطرناک وبا نے مسلمانوں کی زندگی میں تنزل اور لامذہبیت پیدا کرنا شروع کیا، اعتقاد کا پلہ ہلکا پڑنے لگا اور طرح طرح کی خامیاں مسلمانوں کی زندگی میں آکر مدغم ہونے لگیں تو اس وقت تصوف نے رہبری کی اور عقلیت کے خلاف آواز اٹھائی اور کہا کہ انسان اگر ستاروں کی گردش اور ان کی گذرگاہوں کے بجائے اپنے افکار کی دنیا میں چکر لگائے تو وہ اپنی شخصی اور

دینی زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے، مادی ترقی جو انسان کو معبود حقیقی سے دور کردے وہ ترقی نہیں زوال ہے۔ غرضکہ جب بھی مسلمانوں کا قدم ڈگمگایا صوفیائے کرام نے اپنے روحانی ارتقار کے ذریعہ انھیں مضبوط بنایا۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان ہی خدا کے نیک بندوں نے اسلام کو تقویت بخشی جب کسی قوم یا کسی علاقہ کے باشندوں کو کسی غیر مسلم پیشوا نے سحر اور کہانت کے ذریعہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا یا مسلمانوں کو اپنی ریاضت نفس کی وجہ سے کسی وہم میں مبتلا کیا تو اس وقت ان بزرگانِ دین نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا اور اپنے روحانی کمالات اور کشف و کرامات کے ذریعہ ان کے تشکوک وشبہات کو رفع کیا اور اُن کو ایمان باللہ کو تقویت بخشی۔

ان بزرگوں نے ہمیشہ آپنے آپ کو جنگل و بیابان اور سفر ومشقت میں ڈال کر دین اسلام کی تبلیغ کی جہاں کہیں بھی انھیں ضرورت محسوس ہوئی وہاں پہنچکر رشد وہدایت اور تبلیغ دین میں جالگے، ان کا اصل مقصد انسانی زندگی کی تنظیم و ترتیب اور مسلمانوں کی ملی زندگی کو انتشار سے بچانا اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا تھا، یہی وجہ ہے کہ علم الاخلاق کو تصوف کا ایک جزو لاینفک قرار دیدیا گیا، مشائخ کے نزدیک تصوف کا مقصد اور منشا یہ ہے کہ انسان اپنے اندر روحانیت اور اچھے اخلاق پیدا کرے، اور عوام کو مادی نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف کرے، انھوں نے تصوف کو اخلاقی پیرو گرام کی حیثیت دے رکھاہے، چنانچہ ابوالحسن خرقانیؒ فرماتے ہیں:۔

لیس التصوف رسوما ولا علوما ولکنه اخلاق — تصوف علوم ورسوم کا نام نہیں ہے بلکہ اخلاق کا نام ہے۔

حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا قول ہے:۔

التصوف خلق فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوف۔ — تصوف خوش اخلاقی کا نام ہے، جو شخص خوش خلقی میں تم سے بڑھا ہوا ہے وہ تصوف میں بھی تم سے آگے ہے۔

حضرت شیخ مرتعش فرماتے ہیں:۔

التصوف حسن خلق — تصوف خلق نیک کا نام ہے (کشف المحجوب)

مختصر یہ کہ اخلاق کو صوفیائے کرام کی زندگی میں بڑا دخل ہے انھوں نے اس موقع پر اخلاق کو اپنایا اور کبھی دامن اخلاق سے جدا نہیں ہوتے، اصل میں اس میں ایک بہت بڑا راز پوشیدہ ہے، وہ یہ کہ جب انسان کے اخلاق سنور جائیں گے تو اس کی زندگی حق وصداقت کا بہترین نمونہ بن جائے گی اور ظلم وعدوان اور برائی کے چشمے خشک ہوجائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق — میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں

آپؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی گورنری عطا فرمائی اور جب وہ رخصت ہونے لگے تو فرمایا،

احسن خلقک للناس — لوگوں کے ساتھ خوش خلقی کا برتاؤ کرنا۔

ایک انسان کو بحیثیت انسان ہونے کے خوش خلقی کا مظاہرہ کرنا، لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنا بہت ضروری ہے، یہی وہ صفت اور آلہ ہے جس کے ذریعے انسان سوسائٹی میں اچھا مقام حاصل کرسکتا ہے اور لوگوں کی نظر میں بلند اور مرتفع ہوسکتا ہے اور ساتھ ہی اپنے ایمان ویقین اور مذہب میں کمال پیدا کرسکتا ہے،

اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا۔

مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکارم اخلاق اور محاسن کردار کو اسلام کا زیور اور اس کے لئے لباس بتایا ہے

انّ اللہ حفّ الاسلام بمکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اچھے اخلاق اور عمدہ اعمال سے آراستہ فرمایا ہے،

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:۔

لا قرین کحسن الخلق ولا تجارۃ کالعمل الصالح۔

حسن اخلاق جیسا کوئی دوست نہیں اور عمل صالح جیسی کوئی تجارت نہیں،

اسی طرح بہت سی احادیث وآثار میں حسن اخلاق کو اسلام اور مسلمان کی زندگی کے لئے بہترین سرمایہ فرمایا گیا ہے۔